© rasailojaraid.com

مصیبت کے وقت صبر یا ماتم؟

مولانا محمد منشاء کاشف

قال اللہ تعالیٰ: یایها الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوة ان اللہ مع الصابرین (البقرہ ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو تحقیق اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

آیت ہذا میں مسلمانوں کو صبر اور ساتھ ہی نماز کا حکم دیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت صہیب رومی۔ سے روایت ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان آدمی کو ہر طرح کی بھلائی پہنچ سکتی ہے اگر وہ نعمت کے وقت شکر اور مصیبت کے وقت صبر کرے۔ جسطرح صبر کرنے سے مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایک اثر مصیبت کے ہلکا کر دینے کا رکھا ہے مصیبت کے وقت صبر کرنے کی فضیلت واجر وثواب میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

صبر کے لغوی معنی:

مصیبت کی شکایت نہ کرنا، رک جانا، مجبور کرنا، لازم کر دینا، بند کر دینا، دلیری کرنا وغیرہ۔

صبر ایک عظیم الشان خلق ہے اور بہت سی برائیوں کیلئے ڈھال کا کام دیتا ہے قرآن مجید میں ستر سے زیادہ مقامات پر اسکی فضیلت کا اعلان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے مراتب علیا اور درجات رفیعہ کا اعزاز اسی صبر پر ہے حضرت محمد ﷺ کیلئے فرمایا:

"فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل"

اے محمد ﷺ! آپ اسی طرح صبر کریں جسطرح اولوالعزم رسولوں نے کیا۔ اسی طرح حدیث میں ہے:

عن صهیب قال قال رسول اللہ ﷺ عجبا لامر المومن ان امره کله له خیر ولیس ذلک لاحد الا المومن ان اصابه سراء شکر فکان خیراً له وان اصابه ضراء صبر فکان خیراً له (رواہ مسلم)

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کا معاملہ کس قدر اچھا ہے اسکے جملہ امور اس کے لئے خیر وبرکت کا باعث ہیں اور یہ استحقاق صرف مومن کو حاصل ہوتا ہے اگر اس کو کوئی خوش کن بات پہنچتی ہے تو وہ شکر یہ ادا کرتا ہے اور یہ اسکے لئے بہتر ہے اور اگر اسکو تکلف دہ خبر پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے یہ بھی اسکے حق میں بہتر ہے۔

آپ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الصبر نصف الایمان (بیهقی شریف)

صبر نصف ایمان ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ ایمان کی تعریف پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا "صبر اور دریا دلی"۔ حقیقت میں صبر ایک ایسی صفت کا نام ہے جسکے ذریعے انسان برائیوں سے باز رہ سکے اور نفس ان کی طرف اقدام سے رک جائے اس لئے یہ صرف انسان ہی کا خاصہ ہے اور تمام حیوانات سے اس کو امتیاز بخشتا ہے صبار شکور سے مراد ایمان والے ہی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر ایک حصہ شکر۔ صبر بندر رہنا خواہش نفس سے، شکر قائم رہنا اچھے کام پر۔ اسلئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من یرد اللہ به خیراً یصب منه"

اللہ جس سے بھلائی کا اراودہ فرمایا ہے اسکو مصائب میں گرفتار رکھتا ہے۔ (بخاری)

ایک حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ:

"ان عظم الجزاء مع عظم البلاء وان اللہ اذااحب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضا ومن سخط فله السخط"

جزا کی عظمت مصیبت کے عظیم ہونے کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے ساتھ محبت فرماتا ہے تو ان کو تکالیف میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو ان تکالیف پر راضی ہوا تو اللہ بھی اس پر راضی ہو جائے گا اور جو ان سے تنگ دل ہو تو اللہ رب العزت بھی ایسے لوگوں سے ناراض ہو گا پس جتنی بھی مصیبت بڑی ہو گی تو اسکی جزا بھی اتنی ہی عظیم ہو گی۔

صبر کی تمام اقسام کا جامع بیان قرآن مجید کی اس آیت میں کیا گیا ہے:

"لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر..... الصابرین فی الباساء الضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک هم المتقون (البقرہ ۱۷۷)

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں آ گیا کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن اصلی کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتب سماویہ پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کر لیں اور جو لوگ مستقل رہنے والے ہوں صبر کرنے والے ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور وقت لڑائی کے یہ لوگ ہیں جو سچے کمال کے ساتھ موصوف ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہی لوگ ہیں جو سچے متقی کہے جاسکتے ہیں۔

ہر قسم کی مصیبتوں اور مضرتوں اور میدان جنگ کی ہولنا کیوں میں صبر کرنے والے دراصل صادق ہیں اور یہی متقی پر ہیزگار ہیں۔یعنی ابتلا پر راضی رہا اور اللہ پر حسن ظن کر کے اپنا معاملہ اسکے حوالے کر دیا اور اپنی مصیبت پر اخروی اجر ملنے کی امید اللہ سے رکھ کر اس اجر کا طالب ہوا تو بے شک ایسے شخص سے اللہ راضی ہوگا اور جس سے اللہ راضی ہو تو اس نے اپنا مقصد پالیا اور آخرت کی تکالیف سے نجات مل گئی۔

مصیبت پر صبر کرنا ہی جنت ہے:

"عن ابی امامة عن النبی ﷺ قال یقول اللہ تبارک و تعالیٰ یا ابن آدم ان اصبرت و احتسبت عند الصدمة الاولی لم ارض لک ثوابا دون الجنة "(رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے !اگر تو مصیبت لاحق ہونے پر صبر کرے اور ثواب طلب کرے تو میں تیرے لئے جنت (میں داخلہ) سے کم کسی ثواب کو پسند نہیں کروں گا(ابن ماجہ)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جو مسلمان مرد اور عورت کو کوئی مصیبت پہنچے اور پھر یاد کریں وہ اس مصیبت کو خواہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے اور جب وہ یاد آئے تو اسوقت ان للہ وانا الیہ راجعون کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو وہی ثواب عطا فرمائے گا جو ثواب اس مصیبت کے دن عطا کیا تھا۔جس روز کہ وہ نازل ہوئی تھی۔

مذکورہ حدیث کی روایت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت کرنے والے کو اس حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور اسکے خلاف عمل کرنے والے دشمن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دشمن اسلام ہیں۔

حضور ﷺ نے صبر کی تاکید فرمائی:

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

"اتقی اللہ واصبری" کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر وہ کہنے لگی پرے ہٹو تم پر مجھ جیسی مصیبت تھوڑی پڑی ہے اس نے آپ کو پہچانا نہیں لوگوں نے اس سے کہہ دیا کہ آپ نبی ﷺ تھے وہ عورت نبی ﷺ کے دروازے پر آئی وہاں دربان وغیرہ کوئی نہ تھا وہ عورت کہنے لگی میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے عورت کہنے لگی "انا اصبر انا اصبر" حضور ﷺ مجھ سے غلطی ہوگئی اب میں صبر کرتی ہوں اب میں صبر کرتی ہوں تب آپ ﷺ نے فرمایا جا رو پیٹ کر سب ہی صبر کر لیتے ہیں اجر و ثواب کے لائق تو وہ صبر ہے جو پہلی چوٹ پر ہو صدمہ پہنچتے ہی صبر کرکے زبان سے کوئی شکوہ شکایت نہ کرے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا قبر پر جا کر رونا بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔اور دوسری حدیث میں ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے گھر پر گئے وہ آپکے بیٹے ابراہیم کی رضاعی ماں کے خاوند تھے رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو لے کر بوسہ لیا سونگھا پھر اسکے بعد دوبارہ ابوسیف کے گھر گئے تو دیکھا آپ کا بیٹا ابراہیم دم توڑ رہا تھا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آپ سے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی رو رہے ہیں آپ نے فرمایا عوف کے بیٹے یہ تو رحمت ہے دوبارہ پھر آپ رونے لگے اور فرمایا:

"ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا و انا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون "

یقیناً آنکھ روتی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے مگر ہم زبان سے وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو پسند ہے بے شک اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔ (بخاری)

چونکہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے صبر کی فضیلت و ترغیب اور بے صبری کی ممانعت سن چکے تھے اس لئے آپکی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہوئے دیکھ کر متعجب ہو کر ایسا کہا۔جواب ملا کہ یہ رونا بے صبری کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ رحمت ہے اور رقت قلب ہے جو والد کو اپنی اولاد پر ہوا کرتی ہے۔پھر فرمایا حماقت و جہالت کی دو آوازیں شرعاً ممنوع ہیں ایک گانے بجانے کی آواز، دوسری مصیبت کے وقت چیخنا چلانا منہ نوچنا گریبان پھاڑنا سینہ کوبی کرنا شیطان کی طرح واویلا کرنا(اسے ترمذی نے حسن کہا ہے)

آج نام نہاد مسلمانوں کا فعل ہے اور جگہ جگہ گانے بجانے کا انتظام کر کے مسلمانوں کو بدکاری کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے اور جگہ جگہ عورت کی تصویر کو تجارت کیلئے استعمال کیا جارہا ہے۔

میت کو عذاب کیوں ہوتا ہے:

عن ابی بردة عن ابیہ قال لما اصیب عمر جعل صھیب یقول اخاہ فقال عمر اما اعلمت ان النبی ﷺ قال ان المیت لیعذب ببکاء الحیی (نصرة الباری ،شرح بخاری، ص ۱۲۴ ابواب الجنائز)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب یوں کہنے لگے ہائے بھائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صہیب تمہیں معلوم نہیں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب کیا جاتا ہے۔امام نوویؒ نے صحیح مسلم میں باایں الفاظ باب منعقد کیا ہے:

" ان المیت لایعذب ببکاء اھلہ علیہ الا ان یکون راضیا اوصی بالبکاء "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جامع ترمذی میں عبداللہ بن مبارکؒ سے منقول ہے"ارجو ان کان ینھا ھم فی حیاته ان لا یکون علیه من ذلک شئی"

یعنی اگر مرنے والا اپنی زندگی میں نوحہ سے اپنے اہل وعیال کو منع کرتا رہتا تھا تو اس پر کچھ وبال نہیں۔علامہ ابن منیرؒ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صہیب کو چیخ چلا کر رونے سے منع کیا جب کہ وہ بلند آواز سے" واخاہ واصاحباہ" کہتے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانا کہ میرے فوت ہونے سے پہلے جب اس طرح چلانا شروع کر دیا تو مرنے کے بعد تو اس سے بھی زیادہ کریں گے اس لئے جلدی سے منع کر دیا۔مطلق رونا ہوتا تو منع نہ فرماتے۔

فاروق اعظم کا فیصلہ:

بخاری شریف میں آتا ہے" وکان عمر یضرب فیه بالعصاو یرمی بالحجارة ویحثی بالتراب"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوحہ کرنے والے کو مارتے لاٹھی کے ساتھ اور پتھر کے ساتھ اور اس کے منہ میں مٹی بھر دیتے۔

نوحہ: اونچی آواز سے رو رو کر میت کے اوصاف بیان کرنا مصیبت کے وقت سر پر مٹی ڈالنا گریبان پھاڑنا اور واویلا کرنا،سینہ کوبی کرنا،رخسار پیٹنا جیسے ماہ محرم میں شیعہ کرتے ہیں،تعزیہ کے موقع پر ثواب جان کر ایسا کرتے ہیں (العیاذ باللہ) یہ حدیث صحیح مسلم،ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔

مرثیہ کہتے ہیں میت کے اوصاف وفضائل بیان کر کے خود بھی رونا اور دیگر لوگوں کو رولانا خواہ نظم ہو یا نثر یہ شریعت محمدیہ ﷺ میں منع کر دیا جیسا کہ ابن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے "نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی فنھانا ان نتراثی"

یعنی نبی اکرم ﷺ نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا ہے (نصرۃ الباری پارہ ص ۱۲۷)

شہادت پر بھی ماتم کرنا جائز نہیں:

"عن ابن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد الله قال جئی بابی یوم احد قد قتل به حتی وضع بین یدی رسول الله ﷺ وقدو سجی ثوبا فذهبت ارید ان اکشف عنه فنهانی قومی ثم ذهبت اکشف عنه فنهانی قومی فامر رسول الله ﷺ فرفع فسمع صوت صائحة فقال من هذه فقالوا بنت عمرو او اخت عمر و قال فلم تبکی او تبکی فما زالت الملئکة تظله باجنحتها حتی رفع"

حضرت ابن منکدر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا انہوں نے کہا میرے والد کی لاش احد کے دن لائی گئی اور انکے کان ناک کاٹ ڈالے گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی اور ایک کپڑا اس پر اڑھا دیا گیا تھا میں کپڑا اٹھا کر لاش کو دیکھنا چاہا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کیا پھر میں نے کپڑا کھولنا چاہا پھر بھی میری قوم نے مجھے منع کیا رسول اللہ ﷺ نے لاش کو اٹھانے کا حکم دیا لاش اٹھائی گئی تو آپ ﷺ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے لوگوں نے کہا عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیوں روتی ہے یا یوں فرمایا مت رو فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیئے رہے جب تک اس کا جنازہ اٹھا۔

یعنی کافروں نے جنگ احد میں میرے والد کو قتل کر کے ان کے ناک کان یا جیسے یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تھے اسی کو مثلہ کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔عمرو بن حرام جابرؓ کے دادا تھے اگر یہ عمر کی بیٹی تھی تو جابر کی پھوپھی ہوئیں اور اگر عمرو کی بہن تھیں تو مقتول کی پھوپھی اور جابر کی دادی ہوئی یعنی دادا کی بہن۔باب الدخول علی المیت میں ہے کہ جابرؓ نے کہا میری پھوپھی رونی لگیں اس سے معلوم ہوا کہ عمرو کی بیٹی تھیں۔

ماتم کرنے والا حضور ﷺ کا امتی نہیں:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ"لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة (بخاری ومسلم)

ترجمہ: جو شخص مصیبت کے وقت منہ نوچے اور گریبان پھاڑے اور جاہلی کلمات زبان سے نکالے وہ ہم میں سے نہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"النائحة اذالم تتب قبل موتها تقام یوم القیمة وعلیها سربال من قطران ودرع من جرب (مسلم)

ترجمہ:میری امت میں چار خصلتیں (دور) جاہلیت سے ہونگی وہ انہیں ترک نہیں کرے گی۔خاندانی فخر،خاندانوں کو مطعون کرنا،ستاروں کو ذریعہ بارش سمجھنا اور نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے قیامت کے دن جب اس کو قبر سے اٹھایا جائے گا تو اس پر جہنم کا لباس ہوگا۔

"ان رسول الله ﷺ لعن الخامشة وجهها والشاقة جیبها والداعیة بالویل والثبور"

یعنی نبی ﷺ نے اس عورت پر لعنت کی ہے جو منہ نوچے گریبان پھاڑے واویلا کرے اور ہلاکت کو پکارے (یعنی ہائے مری ہائی خرابی وغیرہ کہے) (ابن ماجہ،ابن حبان نے اسکو صحیح کہا ہے۔

"عن ابی سعید الخدری قال لعن رسول الله ﷺ النائحة والمستمعة (ابو دائود)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر۔

یعنی بوقت مصیبت گریبان پھاڑنا،رخسار پیٹنا،سینہ کوبی کرنا،واویلا مچانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں اہل جاہلیت کفار کا طریقہ ہے۔جاہلیت کی پکار یہ جیسے کہے ہائے مجھ پر یہ کیا ناگہانی غضب آن پڑا یہ کہاں ناگہانی غضب آن پڑا وغیرہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یاد رکھیئے! بندہ ناتواں ہے اسکے ہرگز یہ لائق نہیں کہ حکیم وعلیم پروردگار مالک سے ایسے کلمات کے ساتھ پیش آئے بلکہ یہ لائق کہ سرتسلیم خم کرکے اللہ تعالیٰ کی قضاو قدر پر راضی وصابر ہوجائے اور اتنا بھی منہ سے نہ بولے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا کیونکہ ''لا یسئل عما یفعل و ھم یسئلون'' اسکی شان ہے۔ اسلئے تعزیہ داری، ذوالجناح کے جلوس ماتم، آتش بازی، خلاف اسلام ہیں۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

''قنت رسول اللہ ﷺ شھر احین قتل القراء فما رایت رسول اللہ ﷺ حزن حزنا قط اشد منه (بخاری ابواب الجنائز)

ترجمہ: جب قاری حضرات شہید کئے گئے تو رسول اللہ ﷺ کو ان دنوں سے زیادہ کبھی رنجیدہ نہیں دیکھا۔

یہ ستر صحابہ قرآن کے قاری وحافظ تھے مسجد میں قرآن پڑھتے تھے اور موقعہ پر جنگ وجہاد میں شیروں کی طرح لڑتے تھے۔ عامر بن مالک نے آکر کہا کہ (اگر آپ ان قاریوں کو اہل نجد کیطرف بھیج دیں تو وہ ان کی تبلیغ سے مسلمان ہوجائیں آپ ﷺ نیان کو قرآن پڑھانے اور اسلام سکھانے کیلئے بھیج دیا اور ان کا امیر منذر بن عمرو ساعدی کو بنادیا کیونکہ حضر وسفر میں بغیر امیر کے رہنا جائز نہیں) جب وہ مقام بئر معونہ پر پہنچے تو کئی قبیلوں رعل و ذکوان وعصیہ نے ملکر ان کو مارا اور قتل کردیا یہ واقعہ 4ھ میں پیش آیا۔ جب نبی ﷺ کو ان کے قتل کی خبر ملی تو آپ ﷺ بہت غمگین ہوئے اور پانچوں وقت کی فرض نمازوں میں پورے ایک مہینہ تک آپ نے دعائے قنوت پڑھی اور قاتلوں کے حق میں بددعا کی اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا تو اپنے صحابہؓ کو ایسی خطرناک جگہ کیوں بھیجتے دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ اگر دشمن اسلام حافظ قاری یا علماء کرام کو قتل کرے یا مساجدوں پر پابندی لگائی مدارس پر ظلم کرے تو ان کے خلاف بددعا کی جاسکتی ہے۔

اور حدیث میں ہے عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا انہوں نے کہا جب کہ نبی ﷺ کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ اس طرح بیٹھے کہ آپ پر رنج معلوم ہوتا تھا۔ اور میں دروازے کی دراڑ میں سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورتیں رورہی ہیں آپ ﷺ نے اس سے فرمایا جاکر ان کو منع کردے وہ گیا اور دوسری اور تیسری بار یہی الفاظ دہرائے اور کہا کہ اللہ کی قسم وہ تو ہم پر غالب آگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''فاحث فی افواھھن التراب'' جا اور ان کے منہ میں مٹی بھردے میں نے کہا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلودہ کرے رسول اللہ ﷺ نے تجھے کس چیز کا حکم دیا وہ تو تو نہ کرسکا اور پھر رسول اللہ ﷺ کو ستانا بھی نہیں چھوڑتا۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ تعزیت کیلئے اطمینان ووقار کے ساتھ بیٹھنا

۲۔ جو کوئی خلاف شرع کام سے روکا جائے اور وہ نہ رکے تو حتی المقدور اسپر سختی کرنا سزا دینا۔

۳۔ خلاف کام کرنیوالے کی شکایت اپنے امام ومقتدا کو پہنچانا۔

میت پر ماتم کرنا:

عن ابی ھریرۃ قال مات میت من آل رسول اللہ ﷺ فاجتمع النساء یبکین علیه فقام عمر ینھا ھن ویطردھن فقال رسول اللہ ﷺ دعھن یا عمر فان العین دامعة والقلب مصاب والعھد قریب (رواہ احمد النسائی بحوالہ مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ایک کا انتقال ہوگیا (یعنی آپ ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ) تو عورتیں جمع ہوئیں اور رونے لگیں حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور رونے سے منع کیا اور جھڑکا رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا عمرؓ انکو انکے حال پر چھوڑ دو اس لئے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مصیبت زدہ ہیں اور مرنے کا وقت قریب ہے۔

ایک اور حدیث میں الفاظ یوں ہیں:

عن ابن عباس قال لما ماتت زینب بنت رسول اللہ ﷺ فبکت النساء فجعل عمر یضربھن بسوطه فاخرہ رسول اللہ ﷺ بیدہ وقال مھلا یاعمر ثم قال ایاکن ونعیق الشیطن ثم قال انه مهما کان من العین ومن القلب فمن اللہ عزوجل ومن الرحمة وما کان من الیدو من اللسان فمن الشیطان (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو عورتیں رونے لگیں حضرت عمرؓ نے رونے والی عورتوں کو اپنے چابک سے مارا تو رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نرمی اختیار کرو اسکے بعد آپ ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کرکے فرمایا ''یاد رکھو!'' اپنے آپکو شیطان کی آواز سے یعنی چلا چلا کر رونے سے بچاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ کہ آنکھ سے یعنی آنسو اور جو کچھ کہ دل سے ہو یعنی غم یہ اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ہو تو یہ سب شیطان کی جانب سے ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ میت پر خواہ میت مرد کی ہو یا عورت یا بچہ، بچی کی، اس پر رونا چلا چلا کر واویلا کرنا گریبان پھاڑنا یا سینہ کوبی کرنا سب شیطانی کام ہیں اور انہیں سختی سے روکنا چاہیے۔ اگر کسی گروہ کو شوق ہے سینہ کوبی کرنے کا تو اپنی قسمت کا ماتم کریں۔ حضرت حسینؓ کا نام لیکر کیوں ماتم کرتے ہیں۔ جو لوگ صحابہ کرامؓ کی گستاخی کرتے ہیں حضرت حسین کا نام پکار پکار کر ماتم کرتے ہیں ایسے لوگوں کو سختی سے محاسبہ کرنا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصیبت کے وقت اللہ کا حکم:

"ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال و الانفس و الثمرات وبشر الصابرین .الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون .اولئک علیھم صلوت من ربھم و رحمة اولئک ھم المھتدون.(سورة البقرة)

ترجمہ: اور ہم تم کو کچھ ڈر کچھ بھوک کچھ مال کچھ جان کچھ پیداوار اور اولاد کے نقصان سے آزمائیں گے اور صبر کرنیوالوں کو خوشخبری دے گے ان کو جب کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں ان ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مہربانی ہوگی اور وہی بہشت کا راستہ پائیں گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش ضرور کرتا رہتا ہے کبھی ترقی اور بھلائی سے اور کبھی تنزل اور برائی سے یعنی کبھی مال و جان میں برکت و فائدہ دیتا ہے دولت میں فراوانی و کثرت فرما دیتا ہے اور کبھی ان میں کمی کر دیتا ہے دولت چوری ہو جاتی ہے دوکان میں آگ لگ جاتی ہے وغیرہ۔اور بعض مرتبہ آدمی دیوالیہ ہو کر دانے دانے کو ترس جاتا ہے سو یہ سب باتیں اللہ کی طرف سے بطور امتحان و آزمائش کے ہوتی ہیں اور یہ اللہ کا قانون ہے کہ وہ بغیر امتحان و آزمائش کئے کسی کو نہیں چھوڑتا ہے۔قرآن مجید میں انبیاءؑ کے واقعات موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کیا لوگوں نے یہ گمان اور خیال کر لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہنے پر ہی چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے ہم نے ان سے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تو جن لوگوں نے سچے دل سے اقرار کیا اللہ نے ان کو بھی ظاہر کر دیا اور جھوٹوں کو بھی۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میرے خاوند ابو سلمہؓ ایک روز میرے پاس نبی ﷺ کی خدمت سے ہو کر آئے اور خوشی فرمانے لگے آج تو میں نے ایک ایسی حدیث سنی ہے کہ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ یہ کہے" اللھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منھا" خدایا مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اجر اور بدلہ ضرور ہی دیتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دعا کو یاد کر لیا جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے یہ دعا پڑھی۔جب میری عدت گزر چکی تو میں ایک روز کھال کو رنگ دے رہی تھی کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔پھر میں نے آپکو ایک گدی پر بٹھا دیا آپ ﷺ نے مجھ سے اپنا نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی میں نے کہا حضور یہ تو میری خوش قسمتی ہے پھر میرا نکاح اللہ کے نبی سے ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے خاوند سے بہت ہی بہتر یعنی اپنا حبیب سید المرسلین عطا فرمایا(تفسیر ستاری پارہ۲ص ۱۴۱)

باب البکاء علی ا لمیت میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب کسی مسلمان کی اولاد کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت فرشتہ سے فرمایا ہے کہ جسوقت تو نے میرے بندے کے پھل کو اس سے چھین لیا تو اس میرے بندے نے کیا کہا فرشتہ جواب دیتا ہے یا اللہ اسوقت تیرے بندے نے الحمد للہ یعنی تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا نہ کچھ بے صبری کی اور نہ کوئی ناجائز کلمہ منہ سے نکالا اسپر اللہ فرماتا ہے اس میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھو"

حضرت حسین بن علیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کسی مسلمان مرد یا عورت کو کوئی رنج و مصیبت پہنچے اور جب کبھی بھی اسکو یہ تکلیف یاد آجائے وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسی قدر ثواب لکھوا دیتا ہے جتنا کہ پہلے دن کے صبر اور انا للہ پڑھنے پر لکھا گیا تھا اگر چہ اس مصیبت کو کتنا ہی زمانہ گزر گیا ہو۔(مشکوۃ)

سوچنا چاہیے کہ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے ایک دفعہ کی مصیبت پر سینکڑوں دفعہ ہی ثواب لکھا جائے جتنا پہلے دن لکھا تھا۔ایمان والے مردوں و عورتوں کو مناسب ہے کہ مصیبت کے وقت نوحہ اور شور وغل کر کے اس بے انتہا ثواب اور درجوں کو برباد نہ کریں بعض عورتیں بین کر کے تو نہیں روتیں لیکن دوسروں کے ساتھ رونے میں شریک ہو جاتی ہیں ان کو چاہیے اگر کسی کو خلاف شرع روتے دیکھیں تو ان کو روکیں منع کریں۔بعض علماء کرام کتابیں لکھتے ہیں ان میں حدیث رسول کو توڑ موڑ کر اپنی مرضی سے بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک کتاب اسوہ صحابہ پر ماتم رسول کے عنوان پر ابتدائی واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ افسوس ہے ایسے علماء پر جو کہ بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ کی احادیث کا مطالعہ نہیں کرتے کتابوں کے مصنف ہو جاتے ہیں بعض لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے ان علماء کی تحریریں ہیں حالانکہ واقعات قرآن و حدیث اور مسند کتابوں کے مطابقت لکھنی چاہیے ہماری تحریر پر غور فرمائیں۔بے شمار احادیث طوالت کے باعث چھوڑ دی گئی ہیں جن سے ماتم کرنا کی اجازت کسی کو نہیں صحابہ کرام اپنی زندگی میں رسول ﷺ کے خلاف ذرا بھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کرتے تھے۔

قارئین سے اپیل ہے کہ اپنے عقیدہ کو درست کریں اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی نافرمانی سے بچیں اور ماتمی گروہ سے اپنا ایمان کو محفوظ کریں ان سے الگ رہ کر اور ان کی مجلسوں سے بھی الگ رہیں دعا ہے اللہ ہمیں قرآن و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com